مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی

صدقۃ الفطر اور عید کے مسائل

اسلام کا اصل مقصد انسان کی پوری زندگی کو عبادت بنا دینا ہے۔ انسان "عبد" یعنی بندہ پیدا ہوا ہے اور "عبدیت" یعنی بندگی اس کی عین فطرت ہے۔ اس لیے زندگی بھر سے ایک لمحہ بھی عبادت کے بغیر نہ گزارا جائے۔ اوامر پر سر تسلیم خم ہو اور نواہی سے اجتناب بلکہ قطعی گریز۔ جب آدمی اس رنگ میں رنگ جائے تو سمجھو۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کا منشا پورا ہو گیا۔ اسی منشا کی تکمیل کے لیے قصرِ اسلام کے وہ پانچ ارکان ہیں۔ جن کی کما حقہ، ادائیگی انسان کی زندگی کو "ہمہ وقت عبادت" بنا دیتی ہے اور "عبادت" خوفِ خدا سے خلافِ قانون سے بچنے اور اوامر پر قائم رہنے کا نام ہے۔

ارکانِ اسلام کا منجملہ مدعا یہی ہے کہ انسان کے شب و روز بندگی اور لیل و نہار عبادت بن جائیں ان ارکانِ اسلام میں سے توحید و رسالت کا اقرار کر لینے کے بعد پہلے نمبر پر نماز ہے۔ جبکہ دوسرا بڑا اہم رکن رمضان المبارک کا روزہ ہے۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ فضائل و مسائل رمضان کی تفصیلات میں جانے سے قبل۔ لفظ رمضان، کا لغوی معنی، وجہ تسمیہ اور لفظ "صوم" کا لغوی و اصطلاحی معنی ذہن نشین کر لیا جائے۔

لفظ رمضان کا لغوی معنی لفظ رمضان کا مادہ را، میم، ضاد (رمض) ہے۔ الرَّمَضُ مُحَرَّكَةً، شِدَّةُ وَقْعِ الشَّمْسِ عَلَى الرَّمْلِ وغیرہ، یعنی ریت وغیرہ کے ذرات پر سورج کی تمازت کے شدت سے پڑنے کو رمض کہا جاتا ہے (قاموس المحیط جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

وجہ تسمیہ مجمع البیان میں لکھا ہے سُمِّيَ رَمَضَانَ لِاَنَّهُ يَرْمُضُ الذُّنُوْبَ یعنی اس ماہ کا نام رمضان اس لیے پڑا کہ یہ مہینہ روزہ داروں کے گناہ جلا

ذکر ختم کرا دیتا ہے۔ صاحب قاموس ماہ رمضان المبارک کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

سُمِّيَ رَمَضَانَ لِاَنَّهٗ يُحَرِّقُ الذُّنُوْبَ۔ گویا گناہوں کو جلا کر ختم کر دینے کی وجہ سے اس ماہ کو رمضان کہا جاتا ہے۔

لفظ صوم کے لغوی معنی

روزے کو عربی میں الصّوم کہا جاتا ہے۔

اَلصَّوْمُ فِی اللُّغَةِ اَلْاِمْسَاكُ۔ یعنی لغت میں صوم (کسی کام سے) رک جانے یا باز رہنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی

اصطلاحِ شرع میں صوم کی تعریف یہ ہے۔

هُوَ الْاِمْسَاكُ عَنِ الشَّهْوَتَيِ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ يَوْمًا كَامِلًا مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ بِنِيَّةِ التَّقَرُّبِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی طلوعِ فجر سے لے کر غروب آفتاب تک پورا دن اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے پیٹ اور نفس امّارہ کی شہوت رانی سے باز رہنے کا نام "روزہ" ہے۔

نیّت

یاد رہے روزے کی نیّت قبل الفجر ضروری ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے فجر سے پہلے پہلے روزے کی نیّت نہیں کی۔ اس کا کوئی روزہ نہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ

آج کل کی پاکٹ سائز میں طبع ہونے والی "نماز مسنونہ" کی کتابوں میں عموماً اور رمضان المبارک میں شائع ہونے والے اوقات سحری وافطاری کے کیلنڈروں میں خصوصاً "روزے کی نیت" کے عنوان سے وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ (میں نے صبح کے رمضان کے روزے کی نیت کی۔) لکھی ہوتی ہے۔ جو کہ مقلّدین کی من گھڑت واختراعی ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ کیونکہ نیّت زبان کے ساتھ نہیں بلکہ دل سے ہوتی ہے۔ فقہ حنفیہ میں اس بات کی شہادت موجود ہے کہ مَحَلُّهَا الْقَلْبُ۔ یعنی نیّت دل سے ہوتی ہے نہ کہ زبان سے۔ یہ مروّجہ الفاظ بھی ادا کیے جائیں تو وہ نیّت ہی نہ رہے گی۔ بلکہ کلام بن جائے گی۔ فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب، کتاب شرح وقایہ صـ۱۵۹ کے حاشیہ عمدۃ الرّعایہ پر مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ نے لکھا ہے۔

الاکتفا بنیۃ القلب وھو مجزی اتفاقاً وھو الطریقۃ المشروعۃ الماثورۃ عن رسول اللہ واصحابہ فلم ینقل عن واحد منھم التکلم بنویت اوانوی

یعنی بالاتفاق دل سے نیت کر لینا ہی کافی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہی طریقہ مشروعہ ہے۔ اور نویت یا انوی کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے۔

اور اسی طرح ہی علامہ ابن ہمام کی تحقیق فتح القدیر میں اور علامہ ابن قیم رح کی زادالمعاد میں مرقوم ہے۔

باعث تعجب بات یہ ہے کہ جب یہ چیز کتب حنفیہ میں موجود ہے، تو وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ والی عبارت معلوم نہیں کیوں گھڑ لی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ جب رات کو ٹائم پیس کے الارم کو چابی بھر دی۔ چولہے میں تیل ڈال دیا۔ ماچس پاس رکھ دی، الغرض صبح کو روزہ رکھنے کی مکمل تیاری جب کر لی ہے تو پھر منہ سے ضرور ہی کہے تو بات بنے گی؟ یہ تو پھر ایسے ہی ہوا کہ ایک آدمی روٹی کھانے سے قبل یہ کہے کہ "میں روٹی کھاتا ہے۔ تاکہ میری بھوک اتر جائے اور میرا پیٹ بھر جائے"، یا کپڑا پہننے سے پہلے کہے کہ "میں یہ کپڑا پہنتا ہوں تاکہ میں حرارت یا برودت کی شدت سے بچ جاؤں اور میرا جسم بھی ڈھک جائے"۔ مختصر یہ ہے کہ مروجہ الفاظ غیر مشروعہ غیرہ مسنونہ ہیں۔ بس دل سے نیت کر لینا ہی کافی ہے۔

روزہ ایک منفرد عبادت

تمام عبادات میں سے روزہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔ روزہ کے علاوہ دیگر ارکان اسلام ظاہری ہیں۔ جیسے نماز ہے تو وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی بلکہ۔ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (بقرہ) کے تحت ایک جم غفیر غازی کو دیکھتا ہے۔ حج کی ادائیگی پر اسے سیکڑوں ہزار نہیں بلکہ لاکھوں دوسرے حجاج مناسک ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ہے۔ تو وہ بھی کم از کم لینے اور دینے والے دو آدمیوں میں ہوگی۔ زکوٰۃ دینے والا اپنے عمل کو پوشیدہ اور مخفی نہیں رکھ سکتا۔ مگر روزہ ...... وہ منفرد عبادت ہے کہ اس کا ظاہر سے ایک وقت تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور صرف بندہ

دخل اہی کا یا ہی معاملہ رہ جاتا ہے۔ مثلاً والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر سحری تو کھائی ہے۔ مگر جب روزے دار تنہا غسل خانے میں ہوتا ہے تو اسے بنی نوع انسان کیا تمام مخلوقات میں سے کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ انسان سمجھتا ہے کہ اگر یہاں میں چند گھونٹ پانی پی کر اپنے گلے کو تر کر لوں تو کس کا ڈر ہے۔ اس وقت مومن کا ضمیر جاگ اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا ڈر ہے۔ جس کا پانی اندر جانے کے راستے میں گھر ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (قرآن) اس وقت اگر اسے فکرِ آخرت اور خوف خدا نہ ہو اس کا اللہ کے حاضر و ناظر اور علیم و خبیر ہونے پر ایمان نہ ہو تو وہ کبھی بھی روزے کی تکمیل نہ کر سکے یہ خدا کی ذات پر غیر متزلزل اور محکم ایمان ہی ہے جو تشنہ کامی میں بھی ٹھنڈے پانی کا ایک جرعہ تک اسے گلے سے نیچے اتارنے سے روک دیتا ہے۔ اسی لیے ہی خدائے بزرگ و برتر کا ارشاد ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (مشکوٰۃ ج۱) کہ روزہ خالص میری خوشنودی کے لیے رکھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کی جزا بھی میں خود ہی دونگا۔

روزہ۔ ایک روحانی و اخلاقی ٹریننگ

تمام انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد اخلاقِ انسانی کو سنوارنا اور اخلاقی اقدار کو فروغ دینا تھا۔ نبی آخر الزمان نے بھی اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ میں اپنے اسی نصب العین کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ سبھی ارکان اسلام اخلاقی و روحانی اقدار کے ارتقاء کا کام کرتے ہیں۔ مگر روزہ باقی ارکان کی نسبت اخلاقیات کے تکمیل کو پہنچانے کے لیے سب سے طویل و کڑی ٹریننگ اور ریفریشر کورس ہے۔ دیکھ لیجیے اقرار توحید و رسالت مسلمان کے لیے زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے۔ نماز ہے تو وہ چند منٹوں میں ادا ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ سال بھر میں ایک ہی بار ادا کی جاتی ہے حج اگرچہ کافی وقت لیتا ہے۔ مگر پوری زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے۔ جبکہ روزہ وہ عبادت ہے جو مسلمانوں سے ہر سال ایک مہینہ یعنی تین سو ساٹھ گھنٹے لیتا ہے۔ البتہ انسان میں وہ اوصاف و محاسن پیدا کر دیتا ہے جو حقیقتاً بلند اخلاقی کا طرہ امتیاز ہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (ابن ماجہ ج۲۔ ابوداؤد ج۲) یعنی جو انسان جھوٹ بولنا ترک نہیں کرتا۔ خدا کو اس

کے بھوکا اور پیاسا مرنے کی ضرورت نہیں۔ جس آدمی نے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا۔ وہ اس "ترکِ زور" کی وجہ سے تمام بداخلاقیوں سے باز آجائے گا۔ جیسا کہ کتب احادیث میں واقعہ آتا ہے۔ کہ ایک آدمی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ سب کچھ چھوڑ دیتا ہے روزہ رکھنے میں جہاں بہت سے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہی روزہ مادی فوائد سے بھی انسان کو بہرہ ور کرتا ہے۔ روزہ نظم وضبط اور اتحاد و یکانگت کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ فوجی ٹریننگ یا پریڈ کی طرح ہر کسی کو ایک ہی وقت میں سحری کھانا۔ بند کرنا۔ غروب آفتاب پر سب کو اکٹھے ہی روزہ افطار کرنا انسان میں اجتماعیت اور اتحاد کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ انسان میں ایثار و قربانی کے جذبے کو ابھارتا ہے۔ اسراف اور فضول خرچی سے ہٹا کر میانہ روی سکھاتا ہے۔ جو بالآخر ملکی معیشت پر اثر انداز ہوتی ہے اور خوشحالی وشادمانی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

سپیشل گیٹ

جیسا کہ مسلّم قاعدہ ہے کہ جتنا ہی کوئی کورس مشکل اور طویل ہو اتنی ہی اس پر پوسٹ بھی بڑی ملتی ہے۔ اسی طرح روزہ دار کی ٹریننگ جتنی طویل اور کڑی ہے۔ اسی قدر اس کی حوصلہ افزائی کیلئے اس کی پوسٹ اور روزے کی جزاء میں انعام بھی بہت بڑا ہے۔ عملی زندگی میں روزے کو دیرینہ اور مکّار دشمن شیطان کیلئے ڈھال اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ بنا دیا ہے اور جبکہ اخروی زندگی میں فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ (بخاری ومسلم) یعنی جنّت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام "بابُ الرّیان" ہے اس میں سے روزہ دار کے علاوہ کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں گویا وہ روزہ دار کے لیے مخصوص دروازہ ہوگا۔

پانچ مخصوص انعامات

جو روزے دار پورے لوازمات کے ساتھ روزہ رکھتا ہے اسے اللہ پاک پانچ ایسے انعامات بھی دیتا ہے۔ جو اُمّت محمدیہ سے قبل کسی دوسری اُمّت کو نہیں ملے۔ امام احمدؒ، بزارؒ، ابن حبانؒ اور امام بیہقیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُعْطِیَتْ اُمَّتِیْ خَمْسُ خِصَالٍ فِیْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَھُنَّ اُمَّۃٌ قَبْلَھُمْ وہ پانچ خصال یہ ہے۔

۱۔ روزہ دار کے منہ سے سارے دن کی "دہان بندی" کی وجہ سے جو بو نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

اسے مشک دکستوری سے بھی زیادہ پسند فرماتے ہیں۔

۲۔ روزہ دار جب سحری کھا لیتا ہے تو روئے زمین پر پائی جانے والی تمام مچھلیاں افطار تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے۔

۳۔ جنت روزانہ روزہ دار کی خاطر سجائی جاتی ہے۔

۴۔ سرکش شیاطین کو رمضان المبارک کے مہینہ میں پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ روزہ دار کو دھوکہ نہ دے سکے اور وہ پوری دلجمعی سے عبادت کر سکے۔

۵۔ رمضان کی آخری رات روزہ دار کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا یارسول اللہؐ کیا یہی شب قدر ہے تو آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ اپنے مقام پر علیحدہ ہے۔ یہ تو وہ مزدوری ہے جو مزدور کو کام کرنے سے پہلے ہی ادا کر دی جاتی ہے

ایک رات ہزار ماہ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی آخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ :۔ یعنی رسول اللہؐ نے شعبان کے آخری دن میں وعظ فرمائی کہ اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک ماہ رمضان آیا ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہے۔ جس کی عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادت سے بھی زیادہ اور بہتر ہے۔ روزہ دار پر یہ کتنا عظیم احسان الٰہی ہے کہ اگر وہ ایک رات عبادت میں گزار دے تو خدا اسے ۸۳ سال اور ۴ ماہ کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب دیں گے۔ اسی رات کا نام ہے شب قدر یا لیلۃ القدر جس کا تیسویں پارے میں بھی ذکر ہے۔ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ۔ جس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا تھا۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اس رات کی تلاش میں معتکف رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے ہیں۔ جو کار ثواب اور سنتِ رسولؐ بھی ہے۔

نزولِ قرآن کی سالگرہ یہ شرف بھی ماہ رمضان المبارک کو ہی حاصل ہے کہ اس میں کتاب ہدیٰ نازل ہوئی شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ۔ نزولِ قرآن کی سالگرہ والی رات کا تعین بھی خود خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدرہ وما ادراک ما لیلۃ القدر ۔ لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجرہ

جس رات قرآن پاک نازل ہوا اور جس کی عبادت کا ثواب ہزار ماہ سے زیادہ ہے وہ رمضان المبارک کے تیسرے عشرے کی طاق راتوں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ یا ۲۹ میں سے کوئی ایک رات ہے

نیکی کمانے کا سیزن

رمضان المبارک ہی وہ مہینہ ہے جسے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس ماہ میں ایک نیکی کا ثواب ستر گنا کر کے دیا جاتا ہے مثلاً اگر کوئی ایک روپیہ فی سبیل اللہ خرچ کرے تو اسے ۷۰ روپے خرچ کرنے کا ثواب ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص دو رکعت ادا کرے تو ۱۴۰ رکعت کے ادا کرنے کا ثواب دیا جائے گا نیکیاں کمانے اور آخرت سنوارنے کا کتنا سنہری موقعہ خدا نے امت مسلمہ محمدیہ کو عنایت فرمایا ہے کہ تھوڑے سے وقت کی عبادت سالوں کے برابر ہے۔ اور تھوڑی سی رقم خرچ کرے تو ہزاروں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (پ ۳۰)

رحمت مغفرت اور نجات

رسول رحمت ﷺ کا ارشاد ہے۔ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ)

رمضان کے تین عشرے (دھائیاں) ہیں جن میں مختلف انعامات رکھے گئے ہیں پہلے عشرے میں روزے دار پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہیں۔ اور اس کا انعام متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس انعام کی شکر گزاری کرنے والے پر تو رحمتوں کی بارش ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (الخ) اگر تم میری نعمت کا شکریہ ادا کروگے تو میں اپنی رحمت اور بڑھا دوں گا۔ جب صائم دس روزے رکھ لیتا ہے اور دوسرا عشرہ شروع ہوجاتا ہے تو پہلا حصہ روزہ سے گزارنے کے عوض انعام میں اسکی مغفرت ہوجاتی ہے اور تیسرے عشرہ میں تو خدائے جلّ وعلا اپنے بندے کو جہنم کی دہکتی بھڑکتی اور شعلہ فشاں آگ سے مکمل نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

روزہ افطار کرانے کا ثواب

اللہ رب العزت کے پاس ثواب کے بیکراں خزانے موجود ہے۔ اگر ایک آدمی کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو صائم کا ثواب کم کیے بغیر افطار کرانے والے کو بھی روزہ دار جتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ بلکہ دوسری حدیث میں ہے مَنْ اَفْطَرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لَّهُ لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ۔ یعنی روزہ افطار کرانے والے کے گناہوں کی مغفرت ہوجاتی ہے اور آگ سے اس کی گردن آزاد ہوجاتی ہے۔ افطار کرانا بھی کیا ہے

کہ اگر کسی کو خوب سیر کر کے نہیں کھلا سکتا تو ایک کھجور ہی سے افطار کرا دے ورنہ دودھ یا پانی کا گھونٹ ہی سہی۔

ہمارے کچھ "بھالی بندے" بوڑھے ایسے ہوتے ہیں۔ جو دوسرے کی چیز کے ساتھ روزہ افطار نہیں کرتے اور اس وہم کا شکار رہیں کہ اس طرح سارا ثواب تو افطار کرانے والے کو چلا جائے گا۔ اور ہم مفت میں سارا دن بھوک پیاس برداشت کرتے رہے۔ حالانکہ حدیث رسولؐ ان کے اس وہم کا بطلان کر رہی ہے کہ صائم کا ثواب بھی کم نہ ہو اور مفطر کو بھی اتنا ثواب دیا جائے گا۔

افطار کی دعا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زندگی میں آنے والے تمام مواقع پر دعائیں سکھائی ہیں۔ روزہ کھولنے کی دعا ہے۔ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ـ یعنی پیاس بجھ گئی۔ رگیں تر بتر ہو گئیں اور خدا کی طرف سے روزے کا اجر انشاء اللہ ثابت ہو گیا۔ (ابوداؤد) ایک اور دعا بھی ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ اے اللہ میں نے تیری رضا و خوشنودی کے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق سے افطار کیا۔

ریشم میں ٹاٹ کا پیوند حنفیہ نے جہاں روزہ رکھنے کی نیّت کے الفاظ ایجاد کیے ہیں۔ وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ دعا کو بھی معاف نہیں کیا۔ بلکہ ریشم کی چادر میں ٹاٹ کا پیوند لگا دیا ہے جو ان کے "اہل سنت" ہونے اور سنّت رسول کے متعلق "ہمہ دانی کے دعویٰ کی حقیقت" بتا رہا ہے۔

اُدھر آخری پیغام آ گیا ہے کہ

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

آج ہم نے دینِ اسلام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔

اور ادھر ہم ہیں کہ اس بات پر مصر ہیں کہ ابھی دین مکمل کہاں ہوا ہے۔ ابھی تو روزہ کھولنے کی دعا ادھوری ہے کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکمل کر کے نہیں گئے۔ حضور کی تعلیم کردہ دعا۔

اللّٰھمّ لک صمت وعلٰی رزقک افطرت ہے مگر ہماری اتنی سی دعا پر تسلّی نہیں

لہٰذا ہم نے یہ کلمات بڑھا دیئے وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اور مسنون دعا کو "بناسپتی" بنالیا۔ حالانکہ یہ الفاظ کسی حدیث میں موجود نہیں، اگر بالفرض یہ الفاظ ضروری ہوتے تو حضورؐ فصیح اللسّان اور افصح العرب تھے۔ وہ ضرور ہمیں سکھلا جاتے۔ مگر نہیں

لہٰذا ہمیں اتنی ہی دعا پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ جو آپ نے ہمیں تعلیم دی ہے

تراویح یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر بے شمار و بے حساب مضامین، پمفلٹ، رسالے اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور اگر آنکھوں سے تعصب کی پٹی اور گلے سے اندھی اور جامد تقلید کا قلادہ اتار کر بنظر عمیق یا کم از کم بنظر تفہیم ہی دیکھا جائے تو مسئلہ حل ہی حل ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں وتروں سمیت گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ ان میں آٹھ تراویح اور تین وتر ہیں اور یہ حل شدہ مسئلہ ہے۔

لطیفہ تراویح کی تعداد بیان کرتے ہوئے ہمارے ایک مولوی صاحب جن کے نام سے قبل، اتفاق سے صاحبزادہ پیر۔۔۔ بھی لگتا ہے اس طرفہ خیال کا اظہار کئی مرتبہ کر چکے ہیں کہ اگر تراویح کی تعداد عنداللہ آٹھ ہوئی تو ہم کہیں گے کہ اے خدا ہماری طرف سے آٹھ رکھ لے اور بارہ واپس کر دے اور اگر تراویح کی تعداد بیس ہوئی تو یہ "وہابی" بارہ رکعات تراویح فوری طور پر کہاں سے لائیں گے۔ اس خیال کے حضرات کو یہ کون بتائے کہ جو لوگ فجر کے دو فرض پڑھتے اور بتاتے ہیں سو ہی قیام اللیل یعنی تراویح کی گیارہ رکعت بتا رہے ہیں۔ گویا اب بیس تراویح پڑھنا تو ویسا ہی نہ ہوا۔ جیسا کہ کوئی فجر کے چار فرض پڑھے اور کہے کہ اگر فجر کے چار فرض ہوئے تو "وہابی" دو فرض کہاں سے لائیں گے۔

صدقۃ الفطر اسلام وہ نظامِ حیات ہے۔ جس نے کسی جگہ پر اور کسی وقت غریب کو بھلایا نہیں اور نہ ہی اس کا گلا گھونٹا ہے، بلکہ مغربی نظام ہائے معیشت جن سے لوگ اپنی اقتصادی حالت میں توازن لانے اور خوشحالی پیدا کرنے کے لیے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اس نظام کے سامنے تمام اس طرح ہیں، جیسے سورج کے سامنے چراغ جلا کر رکھ دیئے جائیں۔

یومِ شوکتِ اسلام ۱۹۷۱ء کے "نوائے وقت" کی اشاعت نے ایک بڑی لمبی چوڑی رپورٹ مغربی نظام ہائے معیشت کے بارے میں پیش کی تھی۔ اور دنیائے سرمایہ داری

اوراشتراکیت کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کی تھی۔

دنیائے سرمایہ داری جہاں آپ رو تو سکتے ہیں ہنس نہیں سکتے

دنیائے اشتراکیت جہاں آپ نہ رو سکتے ہیں نہ ہنس سکتے ہیں۔

ان باطل نظاموں سے ہٹ کر اگر ہم اسلام کے نظام معیشت کو سمجھنے اور اپنانے کی کوشش کریں تو معیشت کی بنیاد سوشلزم پر رکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو بلکہ اسلام ہی کو خوشحالی کا ضامن سمجھیں جو کہ عیدالفطر کے دن بھی کہہ رہا ہے۔

اَغْنُوْاهُمْ عَنِ الطَّوَافِ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ کہ غربا کو اس دن مستغنی کردو تاکہ وہ بھی خوشی خوشی عید کی تیاری کر کے نماز پڑھ سکیں۔

صدقۃ الفطر اشیائے خوردنی، آٹا، گندم، جو، چاول وغیرہ میں سے عربی پیمانہ ایک صاع ہے۔ جو کہ انگریزی پیمانہ کے حساب سے ۲ سیر ۱ چھٹانک۔ ۳ تولہ، ۴ ماشے یعنی تقریباً پونے تین سیر ہے)

آج کل عام رواج ہے کہ عید پڑھنے کے لیے جانے سے ذرا قبل صدقہ ادا کیا جاتا ہے حالانکہ صحیح بخاری میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ عید سے ایک دو دن پہلے ادا کر دیا کرتے تھے مگر عید کی نماز سے عین تھوڑی دیر قبل صدقہ دیا جائے تو صدقہ کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ صدقے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ بے چارے غربا و مساکین بھی اس صدقہ کو مصرف میں لا کر عید کی تیاری کر کے مسلمانوں کے ساتھ عید میں شامل ہو سکیں۔ لہٰذا عید سے چند دن قبل ہی صدقہ دینا قرین قیاس اور مفید مقصد ہے

عید = الوداعی پارٹی اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے انسان کی طبیعت کے اقتضا کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے۔ یہ ایک عام فہم سی بات ہے کہ جب کوئی کام کیا جائے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد طبیعت ریفریشمنٹ کا تقاضا کرتی ہے اسی طرح جب کوئی کورس یا ٹریننگ ختم ہو تو جاتے وقت عموماً ایک پارٹی کا انتظام کیا جاتا ہے جیسے الوداعی ٹی پارٹی کہا جاتا ہے۔ ماہِ رمضان المبارک بھی بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ اساتذہ کو ریفریشر کورس کرایا جاتا ہے۔ تاکہ ان کی تدریسی صلاحیتیں خوابیدہ نہ ہونے پائیں۔ سال کے گیارہ مہینوں میں جب انسان میں نیکی کرنے کی عملی صلاحیتیں کمزور پڑنے لگتی ہیں تو خدا تعالیٰ ان صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے رمضان کے روزے نازل فرما دیتے ہیں

ہیں اور پورے مہینہ کے کورس کے بعد ایک الوداعی ٹی پارٹی کا انتظام کر دیا ہے جسے عیدالفطر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

شب عید عیدالفطر کی رات کو فرشتوں میں بوجہ خوشی دھوم مچ جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے کہتے ہیں اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے محمد کے روزے داروں کو بخش دیا اور جنت کو واجب کر دیا۔ جو شخص پانچ راتوں کو جاگے گا جنت اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔

(۱) ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کی رات ۲ نویں تاریخ کی رات
۳۔ دسویں تاریخ کی رات ۴ عیدالفطر کی رات
۵۔ شعبان کی پندرھویں رات (ترغیب)

عید کی تیاری عید کی صبح اٹھ کر روز مرہ کی ضروریات سے فارغ ہو کر نماز عید کی تیاری کرنا چاہیئے اور یہ تکبیریں کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیئے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (دارقطنی)

غسل کر کے اچھا لباس پہننا چاہیئے لیکن مردوں کو ریشم اور سونے کی ممانعت ہے عیدگاہ جانے سے پہلے حضورؐ ساتھ کھجوریں کھایا کرتے تھے (طبرانی) عیدگاہ کو پیدل چل کر جائیں۔ عذر میں سواری کا بھی جواز ہے۔ مرد، عورتیں اور بچے سب عیدگاہ میں جائیں (عورتیں ہار سنگار کر کے، زرق برق لباس پہن کر، عطر مل کر اور خوشبودار پھول پہن کر نہ جائیں۔

شش عید رمضان المبارک کے روزے پورے کر کے جو شخص شوال کے ۶ روزے رکھے گا۔ خدا اسے سال بھر کے روزوں کا ثواب دے گا۔ ان روزوں کے بعد عید منانا ثابت نہیں (فتح الباری۔ ابن حجر عسقلانی)

حقیقی عید ہر قوم اور مذہب میں ایک نہ ایک عید ہوتی ہے۔ دوسرے لوگ اپنے تہواروں میں جامۂ انسانیت سے باہر ہو کر شراب خوری قمار بازی اور دوسرے حیاسوز لہو لعب میں دن گزار دیتے ہیں۔ لیکن اسلامی تہواروں میں نہ شراب نہ قمار بازی، نہ لہو لعب نہ انسانیت سوز نظارے بلکہ تواضع و انکساری اور خشیت الٰہی کے جلوے ہوتے ہیں۔ ایثار و مساوات کے مجسمے ہمدردی و غمخواری کے نمونے

اور اتحاد و اتفاق کی جیتی جاگتی عملی تصویریں نظر آتی ہیں۔ کیونکہ؎

لیس العید لمن لبس الجدید
انّما العید لمن خاف الوعید
لیس العید لمن تبخر بالعود
انّما العید لمن تاب ولا یعود
لیس العید لمن نصب القدور
انّما العید لمن سعد بالمقدور
لیس العید لمن تزین بزینۃ الدنیا
انّما العید لمن تزود بزاد التقوٰی
لیس العید لمن رکب المطایا
انّما العید لمن ترک الخطایا
لیس العید لمن بسط البساط
انّما العید لمن جاوز الصراط

روزے کے احکام

(۱) جس شخص نے بلا عذر رمضان کا ایک روزہ چھوڑا، وہ ساری عمر بھی روزے رکھتا جائے تو اس رمضان کے روزے کو نہ پا سکے گا۔
(۲) جان بوجھ کر کھا پی لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
(۳) صحبت (جماع) کرنا اور حیض نفاس آنا اور عمداً قے کرنا بھی نواقض روزہ ہے۔
(۴) ناک میں پانی یا دوائی بایں قدر چڑھانا کہ وہ حلق میں چلی جائے۔ یہ بھی روزہ توڑ دیتا ہے۔
۵۔ غذائی ٹیکہ لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
(۶) چغلی کھانا۔ جھوٹ بولنا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ افترا پردازی کرنا۔ بہتان طرازی گالی گلوچ اور جھوٹی قسم اُٹھانا اور جھوٹی شہادت دینا بھی منع ہے۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱) بھول کر کھا پی لینا، ۲۔ بھول کر جماع کر لینا۔ ۳۔ بے اختیار حلق میں دھواں مچھر، مکھی یا غبار کا چلا جانا ۴۔ آٹا یا تمباکو پیسنے والے کے حلق میں آٹے یا تمباکو کا چلا جانا خود بخود قے آنا۔ ۵۔ خوشبو سونگھنا۔ روزے کی حالت میں جس وقت چاہے مسواک

کر سکتا ہے۔ خوشبو لگا سکتا ہے۔ سرمہ لگانا۔ نہانا۔ کلی کرنا جائز ہے۔ ہاں کلی زیادہ مبالغہ سے نہ کرے کہ پانی حلق میں چلا جائے۔ ۷۔ پچھنے یا سینگی لگوانا بشرطیکہ ضعف کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہو۔ ۸۔ ہانڈی چکھنا اور تھوک دینا۔ ۹۔ مسوڑھوں کے خون، کلی کی تری اور دانتوں کے غیر محسوس ذرات کا اندر چلے جانا نقض نہیں۔ ۱۰۔ بیوی کا بوسہ لینا یا گلے لگانا دلنوجوان کو پرہیز چاہیئے۔ ۱۱۔ بیماری کا ٹیکہ لگوانا جو غذائی نہ ہو۔ ۱۲۔ وہ بیمار جسے جان کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ بیماری کے بڑھنے کا ڈر ہے یا پیاس سے مرنے کا اندیشہ ہے تو اسے روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ ۱۳۔ روزہ دار کو اگر دن میں احتلام ہو جائے تو اس سے روزے میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ اسے غسل کر لینا چاہیئے۔ روزہ نہ توڑے (ترمذی)

بعض دیگر مسائل

۱۔ بیمار۔ مسافر۔ بوڑھا حاملہ اور مریضہ اور مرضعہ کو رخصت ہے کہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھیں۔

بیمار و مسافر دوسرے دنوں میں رکھیں۔ مسلوب الطاقتہ، بوڑھے فدیہ دیں۔ حاملہ اور مرضعہ بیمار کے حکم میں شامل ہیں۔ جب ہمت پائیں رکھ لیں۔ روزہ معاف کسی حالت میں نہیں۔

۲۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھا جائے اور شوال کا چاند دیکھ کر عید کی جائے اگر بادل وغیرہ ہوں تو تیس دن پورے کریں۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ ایک سچا مسلمان رمضان کے چاند کی اطلاع دے تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی اور روزہ رکھا جائے گا۔ لیکن عید کے چاند کے لیے کم از کم دو آدمیوں کی شہادت ضروری ہے۔ (ابوداؤد۔ مسند احمد)

۴۔ رمضان سے دو چار دن پہلے رکھے جانے والے "استقبالی روزے" رکھنا ناجائز ہے۔ (نسائی)
ہاں اگر مسلسل نفلی روزے رکھتا چلا آرہا ہے تو اسے اجازت ہے۔

۵۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھے۔ اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ۔ (ترمذی)

۶۔ روزے کے لیے سحری کھانا سنتِ رسولؐ، کارِ ثواب اور باعثِ برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۔ غروب آفتاب کے فوراً بعد روزہ افطار کر لینا چاہیئے۔ دیر کرنا ٹھیک نہیں۔

حضورؐ کا فرمان ہے۔

لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر (احمد)

۸ زکواۃ کی طرح صدقۃ الفطر بھی فرض ہے۔ یہ فطرانہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ خواہ امیر ہو یا غریب ہو۔ مرد ہو یا عورت۔ آزاد ہو یا غلام۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔

۹ میدانِ عید کی طرف جاتے ہوئے جس راستہ سے جائیں، واپسی پر اسے بدل دیں اور کسی دوسرے راستے سے لوٹیں۔

صنعتکار اور تاجر حضرات

سے گذارش ہے۔ کہ وہ ماہنامہ ترجمان الحدیث میں اشتہار دے کر اپنے کاروباری فائدہ کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب اسلام کی نشرو اشاعت میں اعانت کا فریضہ بھی انجام دیں۔

(مینجر ادارہ)